لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

نومبر ۲۰۰۲ء

نبوت ۱۳۸۱ ہش

Khuddam and Atfal from various majalis of USA are listening to the proceedings of the concluding ceremony at the occasion of National Ijtemah, Khuddamul Ahmadiyya, USA 2002 at Baitur Rahman Mosque

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY **THE AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM, Inc,** AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St., Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to

THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. BOX 226
CHAUNCEY, OH 45719
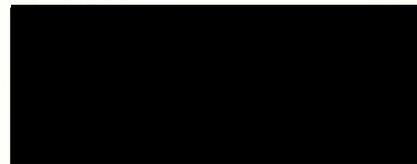
National Sadar Khuddam-ul-Ahmadiyya, Canada (left) and National Sadar Khuddamul-ul-Ahmadiyya, USA (right) are with prize winning Itifal at the occasion of National Khuddam Ijtimah, 2002

Students at Aleem Academy at the occasion of last school day of first year of operation (Please see report on Aleem Academy on page 19)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

۱۸۴۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

۱۸۵۔گنتی کے چند دن ہیں۔پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

النـــــــــــــــــــــور

رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ ۔ نومبر ۲۰۰۲ء

فہرست مضامین

سرپرست: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر، امیر جماعت ریاستہائے متحدہ امریکہ
مدیر: سید شمشاد احمد ناصر
پرنٹرز: فضلِ عمر پریس ایتھنز اوہائیو۔یو۔ایس۔اے
لکھنے کا پتہ: Editor An-Noor, Masjid Baitur Rehman, 15000 Good Hope Road, SIlver Spring, MD 20905

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ
الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ
الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَ
لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى
مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

۱۸۶۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے
لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے
کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل
اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔
پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے
روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری
کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے
آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور
چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس
ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں
عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ
قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا
دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

۱۸۷۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق
سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے
والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا
ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور
مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى
نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ
لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا
عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ
الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا
الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ
اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

۱۸۸۔ تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں
اپنی بیویوں سے تعلقات جائز قرار دیئے گئے
ہیں۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔
اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کا حق مارتے
رہے ہو۔ پس وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھکا اور تم
سے درگزر کی۔ لہٰذا اب ان کے ساتھ (بے شک)
ازدواجی تعلقات قائم کرو اور اس کی طلب کرو جو
اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے۔ اور کھاؤ اور پیو
یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی)
سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے
لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا
کرو۔ اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم
مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود
ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ
اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا
ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں

روزہ اور اسکی اہمیت

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ. وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ، اِنِّیْ صَائِمٌ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔ (بخاری کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذا شُتِم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل به)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل یقال رمضان او شهر رمضان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

— عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب متی یحل فطر الصائم)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات آجائے اور دن چلا جائے یعنی سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہئے۔

— عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔ (بخاری کتاب الصوم باب تعجیل الافطار)

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ افطار کرتے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت، بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَاَکَلَ اَوْ شَرِبَ

فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھول کر روزے میں کھا پی لے (اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا) وہ اپنا روزہ پورا کرے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو کھلایا پلایا ہے۔یعنی اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔

— عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ، وَقَالَ: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ۔

(ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)

حضرت رباب اپنے چچا حضرت سلمان بن عامرؓ سے بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔افطاری کھجور سے کرو اور اگر کھجور کسی کو میسر نہ ہو تو سادہ پانی سے کرو۔اسی طرح فرمایا کہ کسی غریب کی مدد کرنا تو صرف صدقہ ہے لیکن اپنے کسی غریب عزیز کی مدد کرنا دہرا ثواب ہے یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

— عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ (ابوداؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت معاذ بن زہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ یعنی اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے میں روزہ کھول رہا ہوں۔

— عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

(ابوداؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرنے کے بعد یہ فرماتے تھے ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوا یعنی انشاء اللہ اس کا ثواب ضرور ملے گا۔

— عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطر صائمًا۔)

حضرت زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی

— عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔

(مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستة ایام من شوال)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں (کیونکہ ایک روزے کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔اس طرح چھتیس روزوں کا تین سو ساٹھ گنا ثواب ملے گا۔)

— عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(بخاری کتاب الصوم۔باب فضل من قام رمضان ص۲۶، مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

یکم دسمبر 1902ء کو مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔حضرت مسیح موعود مغرب کی نماز گذار کر (بیت الذکر) کی سقف پر چاند دیکھنے تشریف لے گئے اور چاند دیکھنے کے بعد پھر (بیت الذکر) میں تشریف لائے۔

فرمایا کہ:-

رمضان گزشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔(۔) صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس انزل فیہ القرآن (البقرہ:186) میں یہی اشارہ ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ایک عبادات مالی' دوسرے عبادات بدنی۔عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے۔(کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری وصد عیب۔اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔(۔)

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان تصوموا خیر لکم (البقرہ:185) یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے۔تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔

(ملفوظات جلد دوم ص 561)

اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں تو مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے- کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا- یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق حال ہوں گے اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تو ایسا آدمی جو خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہو گا- ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر میں تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے- اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جیسے اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں- بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان وسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے تکلفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان خدا چاہے تو اس کے رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل ہی نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاق سے رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے- حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں- جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ (بزرگوں) کا مجھے ملا (کشف میں) اور انہوں نے کہا تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے- اس سے باہر نکل- اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے-

(ملفوظات جلد دوم ص 563)

رمضان المبارک کا ادب واحترام

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

یہ مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں قرآن کریم کے نزول کی ابتداء کی جاتی ہے اور جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ سارے کا سارا قرآن جتنا نازل ہو چکا ہوتا جبریل کے ذریعہ نازل ہوتا تھا۔ گویا یہ مہینہ قرآن کریم سے خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ پس اس مہینہ کا ادب واحترام ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ اور ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ ان ایام کو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت خرچ کرے۔

دیکھو بعض صداقتیں۔ بعض فرائض اور بعض ذمہ داریاں ہمیشہ ہی انسان کے ساتھ لگی رہتی ہیں لیکن ان کے ظہور کے خاص اوقات بھی ہوتے ہیں۔ ماں باپ کا ادب کرنا ہمیشہ ہی انسان کا فرض ہے۔ اور ماں باپ سے محبت کرنا ہمیشہ ہی انسان کا فرض ہے۔ اور ماں باپ سے محبت کرنا ہمیشہ ہی بچہ کے لئے ضروری ہے۔ لیکن یہ بات فطرتاً انسانوں میں پائی جاتی ہے۔ اور جو کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ یہ بھی ہر وقت انسانوں میں یکساں طور پر نہیں پائی جاتی۔ ایک باپ یا ماں جب بچے کے سامنے ہوتی ہے۔ اس وقت جو ادب اور محبت بچہ کے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ ہر وقت نہیں ہوتی۔ وہ ادب جو اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب ماں باپ سامنے ہوتے ہیں اور وہ محبت جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ماں باپ پاس ہوں وہ اور رنگ کی ہوتی ہے۔ اور جب وہ سامنے نہ ہوں۔ اس وقت ادب اور محبت اور رنگ کی ہوتی ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دوسرے وقت میں ماں باپ کی محبت اور ادب نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے لیکن یہ قدرتی بات ہے کہ جب ماں باپ سامنے ہوں۔ تو ان کی محبت اور ادب زیادہ ہو۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کے تعلق کا ہے۔ ہر وقت بندہ پر خدا تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن بعض دن ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ اسی طرح بندہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ جس طرح ماں باپ بچہ کے سامنے آ جاتے ہیں۔ ان دنوں میں بندہ کو اطاعت اور فرمانبرداری میں اسی طرح زیادتی کرنی چاہئے جس طرح ماں باپ کے سامنے آنے سے ان کے ادب اور محبت میں زیادتی ہوتی ہے۔ آخر ایسا زمانہ تو بندہ پر کبھی نہ آئے گا کہ خدا تعالیٰ کو ان مادی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ خدا خدا ہی ہے اور بندہ بندہ ہی ہے جب انسان ان آنکھوں سے خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کو بھی نہیں دیکھ سکتا تو خدا تعالیٰ کو کہاں دیکھ سکے گا۔ پس انسان خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے۔ جسمانی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکے گا۔ ہاں روحانی آنکھوں سے دیکھے گا اور اس میں ترقی کرتا جائے گا۔ اب اگر کوئی یہ سمجھے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی جسمانی رویت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ کیفیت کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ جو ماں باپ کے سامنے آنے سے اس کے دل میں ان کی محبت اور ادب کے متعلق پیدا ہو سکتی ہے۔ تو وہ نادان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رویت روحانی آنکھوں سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس سے ایسا ہی تغیر انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ جیسا ماں باپ کو جسمانی آنکھوں کے سامنے دیکھنے سے اور اگر کوئی انسان روحانی آنکھوں سے خدا کو نہیں بھی دیکھ سکتا تو بھی اس میں یہ تغیر پیدا ہونا چاہئے دیکھو آخر ایک نابینا کے دل میں بھی ماں باپ کی محبت اور ادب کا جوش پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک نابینا بچہ کبھی ماں باپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جب اسے ان کی آواز آتی ہے یا دوسروں سے سنتا ہے کہ ماں باپ پاس بیٹھے ہیں تو کیا اس کے دل میں ویسی ہی محبت جوش نہیں مارتی جیسی آنکھوں سے ماں باپ کو دیکھنے والے کے دل میں جوش مارتی ہے پس وہ شخص جسے یہ مقام حاصل نہیں کہ روحانی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھ سکے اسے یہ مقام تو حاصل ہے کہ دوسروں سے خدا تعالیٰ کے متعلق سن سکے اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر کسی میں ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا ایمان ہو۔ تو بھی رمضان کے ایام میں اس کے دل میں وہی کیفیت پیدا ہونی چاہئے۔ جو روحانی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھنے والے کے قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جو ایسی ہی کیفیت ہے۔ جیسی بچہ کے سامنے ماں باپ کے آنے پر اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

پس میں اپنی جماعت کو ان ایام کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان میں دوسرے ایام کی نسبت دینی احکام کا ادب اور احترام بہت زیادہ کریں۔ اور ان میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دوسرے ایام کی نسبت بڑھ جائیں۔

(خطبات محمود جلد 10 ص 101)

رمضان میں اپنی کسی کمزوری کو دور کرنے کا عہد

بالآخر میں دوستوں کو بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو حضرت مسیح موعود کا وہ ارشاد یاد دلاتا ہوں۔ جس کی طرف میں پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کا مہینہ نفس کی اصلاح کا خاص زمانہ ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کا ماحول اصلاح نفس کے ساتھ مخصوص مناسبت رکھتا ہے۔ اس مہینہ میں خاص عبادتوں اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی وجہ سے گویا لوہا گرم ہوتا ہے اور صرف چوٹ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ رمضان کی دوسری ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان ایام میں اپنی کسی خاص کمزوری کو سامنے رکھ کر خدا سے عہد کریں کہ وہ آئندہ اس کمزوری کے ارتکاب سے کلی طور پر اجتناب کریں گے۔ اس کمزوری کے اظہار کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا ستار ہے اور ستاری کو پسند فرماتا ہے۔ پس کسی پر ظاہر کرنے کے بغیر اپنے دل میں خدا سے عرض کرو کہ اے میرے آسمانی آقا میں آئندہ اس کمزوری سے توبہ کرتا اور تیرے حضور عہد کرتا ہوں کہ اپنی انتہائی ہمت اور انتہائی کوشش کے ساتھ اس کمزوری سے ہمیشہ کنارہ کش رہوں گا۔ تو میرے قدموں کو استوار رکھ اور مجھے اس عہد پر قائم رہنے کی توفیق عطا کر......

کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پند

خدا تعالیٰ مجھے اور اس مضمون کے پڑھنے والوں کو رمضان کی بہترین برکات سے متمتع فرمائے اور ہماری انفرادی اور جماعتی دعاؤں کو قبول کرے۔

مرزا بشیر احمد ربوہ 9 مارچ 1959ء

رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پر معارف ارشاد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص صحت میں رمضان کا مہینہ پائے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رمضان کی برکتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے روزے بھی رکھے۔ نوافل بھی ادا کرے۔ غرباء کا خیال بھی رکھے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں سخاوت کا مظاہرہ بھی کرے۔ اپنے بھائیوں کی غم خواری اور ان سے ہمدردی بھی کرے۔ تمام بنی نوع انسان سے محبت کا سلوک کرے اور اپنی زبان کو اور دوسرے جوارح کو ان اعمال سے بچائے رکھے جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کثرت تلاوت اور کثرت نوافل اور روزے رکھنے کے نتیجہ میں ہدایت کے' بینات کے اور نور من اللہ کے سامان پیدا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ یہاں بیان فرماتا ہے کہ جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو وہ کسی اور وقت رمضان کے روزوں کی گنتی کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ اس طرح میں اپنے بندوں کے لئے سہولت کے سامان پیدا کروں۔ مومن وہی ہوتا ہے جو اپنے ارادہ اور خواہش کو چھوڑ دیتا ہے اور خدا کے ارادہ کو قبول کرتا ہے۔ پس یہ مومن کی علامت ہے کہ وہ سفر میں اور بیماری میں اپنی شدید خواہش کے باوجود۔ اپنی اس تڑپ کے باوجود کہ کاش میں بیمار نہ ہوتا یا سفر میں نہ ہوتا۔ روزہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نیکی اس بات میں نہیں کہ میں بھوکا رہوں۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ میں اپنے ارادہ کو خدا تعالیٰ کے ارادہ کے لئے چھوڑ دوں (-) دوسرے اس ارادہ کا اظہار کیا گیا ہے کہ میں نے رمضان کی عبادتیں تم پر اس لئے واجب کی ہیں اور قران کریم کی شریعت تم پر اس لئے نازل کی ہے کہ تم پر میرے قرب کی وہ راہیں کھلیں جو تمہاری روحانی خوش حالی کا باعث ہوں اور جو مشکلات تمہاری روحانی تشنگی کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی ہیں ان سے تم محفوظ ہو جاؤ پس تمہیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ولتکملوا العدۃ اس کے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تا تمہاری زندگی کے یہ چند روز جو تم اس دنیا میں گزارتے ہو اپنے کمال کو پہنچ جائیں۔ کمال کے معنی عربی میں یہ ہوتے ہیں کہ جس غرض کے لئے کوئی چیز پیدا کی گئی ہے۔ وہ غرض پوری ہو جائے اور انسان کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سارا انتظام میں نے اس لئے کیا ہے کہ تم اس غرض کو پورا کرلو اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرلو جس غرض کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو مقصد تمہارے سامنے رکھا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر تم واقعہ میں خلوص نیت سے یہ عبادتیں بجالاؤ گے تو میری طرف سے ہدایت اور بینات اور نور کو حاصل کرلو گے لیکن شیطان خاموش نہیں رہے گا وہ کوشش کرے گا کہ تمہیں اس مقام سے گرادے پس اپنی ہدایت کو قائم رکھنے کے لئے اور ان نعماء کو زوال سے بچانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ رمضان کے مہینہ میں تمہیں عطا کرے ایک گر ہم بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ (-) کہ ہدایت اور روشنی اور حکمت سیکھنے کے بعد تمہارے دل میں کبر نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ تمہیں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ تم نے اپنی کسی خوبی کے نتیجہ میں اس مقام کو حاصل کیا ہے۔ بلکہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت تم پر نازل ہو لتکبروا اللہ تم اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی عظمت کو بیان کرو۔

اپنے نفس کو بھول جاؤ اس طرح وہ نعمتیں جو تمہیں عطا کی جائیں گی۔ انجام تک تمہارے سامنے رہیں گی۔ تمہارا انجام بخیر ہوگا اور یہ طریق ہے۔ شکر ادا کرنے کا لعلکم تشکرون اس کے بغیر تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

(الفضل یکم اکتوبر 1972ء)

تبرکات

الفضل 9مارچ 1959ء

رمضان کی جامع برکات اور ہماری ذمہ داریاں

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

رمضان کا مہینہ ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے۔ اس کی برکتیں ان عظیم الشان عبادتوں تک ہی محدود نہیں۔ جو اس مہینہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بلکہ اس مہینہ کی پہلی برکت یہ ہے۔ جس کی وجہ سے اسے ان عبادتوں کے لئے چنا گیا ہے کہ اس میں قرآن پاک یعنی خدا کی آخری اور عالمگیر شریعت کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ سو رمضان کا مہینہ (دین) کے جنم کا یادگاری مہینہ ہے۔ جس کے ساتھ وہ عالم وجود میں آیا۔ اور دنیا اس روحانی سورج کے نور سے منور ہوگئی۔ اور ہم ہر سال گویا اس کا یوم یعنی سالگرہ مناتے ہیں۔ اور وہ عید کی طرح ہر سال بار بار آکر ہمارے دلوں میں قرآنی نزول اور قرآنی برکات کی یاد تازہ کرتا ہے۔

رمضان کا مہینہ جامع العبادات ہے

رمضان کی برکات کا نمایاں اور مخصوص پہلو یہ ہے کہ وہ جامع العبادات ہے۔ جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے۔ دین کی کثیر التعداد عبادتوں میں سے چار عبادتیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں یعنی (1) نماز (2) روزہ (3) زکوٰۃ اور (4) حج۔ اور یہ چاروں بنیادی عبادتیں رمضان میں بہترین صورت میں جمع کردی گئی ہیں۔ نماز کی عبادت رمضان میں اس طرح شامل کی گئی ہے۔ کہ پنجگانہ فریضہ نمازوں کے علاوہ رمضان کے مہینہ میں تہجد اور تراویح اور دیگر نفلی نمازوں (مثلاً ضحیٰ وغیرہ) کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ اور نماز وہ مقدس ترین عبادت ہے۔ جسے معراج المومن (یعنی مومنوں کے لئے اوپر چڑھنے کی سیڑھی) کہا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ انسان خدا کی طرف اٹھتا اور اس کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور صوم یعنی روزہ تو رمضان کی مخصوص عبادت ہے ہی۔ جس کے متعلق حدیث قدسی میں آتا ہے کہ خدا فرماتا ہے جہاں دوسری عبادتوں کے اور اور اجر مقرر ہیں وہاں روزے دار کے روزہ کا اجر میں خود ہوں۔ دراصل روزہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی بصورت احسن شامل کردی گئی ہے۔ حقوق اللہ اس طرح کی روزہ میں انسان خدا کے لئے اپنے نفس اور نفس کی خواہشات کی قربانی پیش کرتا ہے۔ اور حقوق العباد اس طرح کہ روزے کے ذریعہ روزے داروں میں اپنے غریب بھائیوں کی تنگ دستی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان ان کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

پھر رمضان میں زکوٰۃ کی عبادت بھی شامل ہے۔ کیونکہ اول تو رمضان کے آخر میں فدیہ کی ادائیگی مقرر کی گئی ہے۔ جس کا دوسرا نام زکوٰۃ الفطر ہے۔ جو عید کی آمد پر غریب بھائیوں کی امداد کے لئے تجویز کی گئی ہے اور پھر یہ بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں اپنے غریب بھائیوں کی امداد نہایت فیاضی کے ساتھ اور بہت کھلے دل سے کرنی چاہئے۔ اور خود آپ کا اپنا نمونہ یہ تھا۔ کہ رمضان میں آپ کا ہاتھ غریبوں اور مسکینوں کی مدد میں اس طرح چلتا تھا کہ گویا ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ بالآخر رمضان میں ایک طرح سے حج کی عبادت کا عنصر بھی شامل ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک حاجی حج میں گویا دنیا سے کٹ کر احرام کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتا اور جائز نفسانی لذات سے بھی کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔

اسی طرح رمضان کے مہینہ میں روزہ دار دن کے اوقات میں کھانے پینے اور بیوی کے پاس جانے سے اجتناب کرتا ہے۔ اور اعتکاف کے ایام میں تو یہ اجتناب گویا کلی انقطاع کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ گویا ان ایام میں روزے دار دن رات (بیت الذکر) میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کے لئے کلیۃً وقف ہو جاتا ہے۔

روزہ دار کی جزا خود خدا ہے

الغرض رمضان کا مہینہ جامع العبادات ہے جس میں (دین) کی چاروں بنیادی عبادتوں کو بہترین صورت میں ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں نماز بھی ہے اور روزہ بھی ہے اور زکوٰۃ بھی ہے۔ اور حج کی چاشنی بھی شامل ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو رمضان میں جہاد کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ روزہ نفس کی تربیت کا بھی نہایت موثر ذریعہ ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حالات میں نفس کے جہاد کو تلوار کے جہاد سے بھی افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک موقعہ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اس طرح آپؐ نے نفس کے جہاد کو تلوار کے جہاد سے بھی افضل قرار دیا اور ایک دوسرے موقعہ پر آپؐ نے فرمایا

"بہادر وہی نہیں جو لڑائی میں اپنے حریف کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کو دبا کر ان پر غلبہ پاتا ہے"۔

"خلاصہ کلام یہ کہ رمضان کی برکات اتنی وسیع ہیں کہ ان میں (دین) کی چار بنیادی عبادتوں کے علاوہ جہاد کے ثواب کا رستہ بھی کھولا گیا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ روزے میں سب کچھ شامل ہے اس لئے اس کی جزا میں خود ہوں اور عقلاً بھی یہی درست ہے کیونکہ روزہ دار کو نماز کا ثواب بھی ملتا ہے۔ روزہ کا ثواب بھی ملتا ہے۔ زکوٰۃ کا ثواب بھی ملتا ہے۔ حج کا ذوق بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور جہاد کا موقعہ بھی میسر آتا ہے۔

اجر پانے کے لئے صحت نیت ضروری ہے

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ (دین) میں عبادتیں کوئی منتر جنتر نہیں ہیں کہ ادھر پھونک مار کر ایک کام کیا اور ادھر نتیجہ نکل آیا۔ بلکہ (دین) صحت نیت چاہتا ہے۔ ہمت چاہتا ہے۔ صبر و استقلال چاہتا ہے۔ اور لمبے عرصہ کا مجاہدہ چاہتا ہے۔قرآن فرماتا ہے۔(۔)

کیا لوگ یہ چاہتے ہیں کہ صرف ایمان کے زبانی دعوے پر خدا ان کو چھوڑ دے۔اور ان کے سارے کام یونہی پورے ہو جائیں۔ اور وہ امتحانوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالے جائیں ہوشیار ہو کر سن لو کہ یہ بات خدائے علیم وحکیم کی سنت کے خلاف ہے۔

پس رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان پاک نیت اور سچے ایمان اور صبر و استقلال کے ساتھ ان احکام کو بجالائے جو خداتعالیٰ نے رمضان کے ساتھ وابستہ کئے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں کذب اور قول زور کو نہیں چھوڑتا اور روزے کی حقیقت سے بےخبر رہ کر محض نمائش اور ظاہرداری کا رنگ اختیار کرتا ہے۔وہ مفت میں بھوکا رہتا ہے۔جس کی خدا کے حضور کچھ بھی قدر و قیمت نہیں ایک عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کہ جس شخص کو موتیوں کی تلاش ہو اسے سمندروں میں غوطے لگانے پڑتے ہیں۔ اور جو شخص بلندیوں کا طالب ہو اسے راتوں کو جاگنے کے بغیر چارہ نہیں۔

رمضان سے تعلق رکھنے والے احکام

اب میں ان احکام کی کسی قدر تشریح کرتا ہوں۔ جو رمضان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔سب سے اول نمبر پر خود صوم یعنی روزہ ہے۔ جو رمضان کی اصل اور مخصوص عبادت ہے روزہ کی ظاہری صورت یہ ہے کہ سحری کے وقت یعنی صبح صادق سے پہلے اپنی عادت اور اشتہاء کے مطابق کچھ کھانا کھایا جائے۔کھانے کے بغیر روزہ رکھنا **چنداں پسندیدہ نہیں۔سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری کی صورت ہو اور سحری کھانے کے متعلق مسنون طریق یہ ہے کہ صبح صادق سے قبل جتنی دیر سے کھائی جائے اتنا ہی** بہتر ہے۔ تا کہ سحری اور (نماز) کے درمیان کم سے کم وقفہ ہو۔ اور خدائی حد بندی کے ساتھ انسان کی ذاتی خواہش مخلوط نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی کے ساتھ مخصوص جنسی تعلقات قائم کرنے منع ہیں۔ اس طرح گویا خدا کے رستہ میں اپنے نفس اور اپنی نسل کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔غروب آفتاب کے وقت افطاری کرنے میں بھی وہی اصول چلتا ہے جو سحری کھانے کے متعلق اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یعنی غروب آفتاب کے ساتھ بلاتوقف افطاری کر لی جائے۔ دوسرے الفاظ میں سحری کھانے میں دیر کرنا اور افطاری کرنے میں جلدی کرنا مسنون ہے۔روزہ کے دوران خاص طور پر اپنے خیالات کو پاک وصاف رکھنا اور بےہودہ اور لغو باتوں اور فحشاء وغیرہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ روزہ ہر عاقل وبالغ مرد و عورت پر فرض ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص سفر میں ہو یا بیمار ہو تو اسے سفر اور بیماری کے ایام میں روزہ ترک کر کے دوسرے ایام میں گنتی پوری کرنی چاہئے۔ یہی حکم ان عورتوں کے لئے ہے جو رمضان کے مہینہ میں ماہواری ایام کی وجہ سے چند دن کے لئے معذور ہو جائیں۔ وہ لوگ جو بڑھاپے یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے معذور ہو چکے ہوں۔ ان کے لئے قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے کھانے کی حیثیت کے مطابق فدیہ ادا کر دیں۔ فدیہ کی رقم مساکین کی امداد کے لئے مرکز میں بھی بھجوائی جا سکتی ہے اور اپنے پڑوس کے غرباء میں خود بھی تقسیم کی جا سکتی ہے۔ اور فدیہ نقد رقم کی بجائے کھانے کی صورت میں بھی دیا جا سکتا ہے۔بعض صوفیاء نے سفر اور عارضی بیماری میں بھی فدیہ کی ادائیگی کو پسند کیا ہے۔ اور دوسرے وقت میں گنتی پوری کرنا مزید برآں ہے۔

رمضان میں نفلی نمازیں

رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی نمازوں پر بہت زور دیا ہے۔نفلی نمازوں میں سب سے افضل اور سب سے ارفع تہجد کی نماز ہے۔ جو رات کے نصف آخر میں صبح صادق سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔اس نماز کی برکت اور شان اس بات سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید تہجد کی نماز کے متعلق فرماتا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اپنے مقام محمود کو پہنچ جاتا ہے مقام محمود ہر شخص کا جدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ترقی کا وہ انتہائی نقطہ مراد ہے۔ جو کوئی شخص اپنے حالات اور اپنی فطری استعدادوں کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود جس کا آپ کو وعدہ دیا گیا ہے وہ سب اولین اور آخرین سے افضل اور ارفع ترین ہے۔ بہرحال تہجد کی نماز انسان کی روحانی ترقی کے لئے بہترین سیڑھی ہے۔ کاش ہمارے نوجوان دوست اس کی قدر و قیمت کو پہچانیں۔ رمضان میں عشاء کے بعد کی نماز تراویح بھی دراصل تہجد ہی کی ایک نرم اور رعایتی صورت ہے۔ اس کی شرکت گو آخر شب کی تہجد کا درجہ تو نہیں رکھتی مگر لوگوں میں نفلی نمازوں کا ذوق پیدا کرنے کے لئے بہت غنیمت ہے۔ دوسری نفلی نماز ضحیٰ کی نماز ہے۔ جو صبح اور ظہر کی نمازوں کے درمیان وقفہ میں پڑھی جاتی ہے۔ تا کہ یہ لمبا وقفہ عبادت سے خالی نہ رہے۔ یہ بھی ایک بہت بابرکت نفلی عبادت ہے اور دوستوں کو رمضان میں ان دونوں نمازوں یعنی تہجد اور ضحیٰ کا التزام رکھنا چاہئے۔

رمضان میں قرآن کی تلاوت

رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی بھی خاص تاکید آئی ہے اور یہ تاکید ضروری تھی کیونکہ قطع نظر تلاوت کی دوسری برکات کے رمضان کا مہینہ قرآنی نزول کے آغاز کی یادگار ہے۔ اور اس یادگار کو قرآن کریم کی تلاوت سے کسی طرح جدا نہیں کیا جا سکتا۔ عام طور پر لوگ رمضان میں قرآن کا ایک دور ختم کرتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ مسنون طریق دو دور ختم کرنا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ہر رمضان میں جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر قرآن کا ایک دور ختم کیا کرتے تھے۔ لیکن جب قرآن کا نزول مکمل ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری رمضان میں حضرت جبرائیلؑ نے آپ کے ساتھ مل کر دو دور پورے کئے۔ اور چونکہ ہمارے لئے بھی قرآن مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے اپنے آقا کی سنت ہمارے لئے بھی رمضان میں قرآن مجید کے دو دور پورے کرنے مناسب ہیں۔ اور زیادہ کے لئے تو کوئی حد نہیں۔ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ قرآن کی تلاوت حتی الوسع ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر کرنی چاہئے۔ اور رحمت کی آیتوں پر طلب رحمت کی دعا اور عذاب کی آیتوں پر توبہ واستغفار کرنا مسنون ہے۔

رمضان میں غیر معمولی صدقہ وخیرات

رمضان میں صدقہ وخیرات پر بھی (دین) نے بہت زور دیا ہے۔صدقہ وخیرات میں دہری غرض مدنظر ہے۔ ایک تو یہ کہ غریب بھائیوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کا راستہ کھلے تاکہ وہ بھی رمضان کے بڑھے ہوئے اخراجات کو خوشی اور دلجمعی کے ساتھ پورا کر سکیں۔ دوسرے یہ کہ یہ صدقہ وخیرات صدقہ کرنے والوں کے لئے رد بلا کا موجب ہو۔حدیث میں آتا ہے کہ

ان الصدقة تطفیٔ غضب الرب

''یعنی صدقہ وخیرات خدا کے غضب کو دور کرتا اور اس کی تلخ تقدیروں کو روکتا ہے۔''

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ مالی تنگی کے باوجود آپ کا ہاتھ رمضان کے مہینہ میں غریب مسلمانوں کی امداد میں اس طرح چلتا تھا کہ گویا وہ ایک تیز آندھی ہے۔ جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ یہ مبارک اسوہ ہر سچے مسلمان کے لئے مشعل راہ ہونا چاہئے۔

صدقۃ الفطر کا فریضہ

اس طوعی صدقہ کے علاوہ (دین) میں عید الفطر کی آمد پر صدقۃ الفطر کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ جو عید سے پہلے ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی مقدار خوشحال لوگوں کے لئے ایک صاع گندم اور عام لوگوں کے لئے نصف صاع گندم مقرر ہے۔ جو آج کل کے ریٹ کے لحاظ سے ایک روپیہ اور نصف روپیہ فی کس بنتی ہے۔ صدقۃ الفطر ہر مرد۔ عورت۔ بچے بوڑھے امیر غریب پر فرض کیا گیا ہے۔ تاکہ اس مشترکہ فنڈ سے عید کے موقعہ پر غریب بھائیوں کی امداد کی جا سکے۔ حتیٰ کہ جن غریبوں نے صدقۃ الفطر سے خود امداد حاصل کرنی ہو ان کو بھی حکم ہے کہ اپنی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کریں تاکہ یہ فنڈ صحیح معنوں میں قومی فنڈ کی صورت اختیار کر لے۔ صدقۃ الفطر کو مقامی طور پر آس پاس کے غریبوں پر بھی خرچ کرنا چاہئے۔

اعتکاف کی مخصوص عبادت

گو (دین) میں رہبانیت یعنی ترک دنیا جائز نہیں کیونکہ وہ انسان کو اس کے فطری تقاضوں کے مطابق زندگی کی کش مکش میں مبتلا رکھ کر پاک کرنا چاہتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں ایک قسم کی جزوی اور مشروط اور محدود رہبانیت کی سفارش کی گئی ہے۔ اس مخصوص عبادت کا نام اعتکاف ہے۔ اور جو لوگ اس کے لئے فرصت پائیں۔ اور ان کے حالات اس کی اجازت دیں۔ ان کے لئے یہ ہدایت ہے کہ وہ بیس رمضان کی شام کو کسی ایسی (بیت الذکر) میں جس میں جمعہ ہوتا ہو۔ شب وروز کی عبادت کے لئے گوشہ نشین ہو جائیں۔ اور اپنے اس اعتکاف کو آخر رمضان تک پورا کریں۔ اعتکاف میں سوائے پاخانہ پیشاب کی حوائج ضروریہ کے دن رات کا سارا وقت (بیت) میں رہ کر نماز اور تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی اور دعا اور دینی درس و تدریس میں گزارا جاتا ہے۔ اس طرح اعتکاف میں بیٹھنے والا انسان گویا دنیا سے کٹ کر خدا کی یاد کے لئے کلیۃً وقف ہو جاتا ہے۔ یہ عبادت یاد الٰہی کی مخصوص چاشنی پیدا کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ اس کے بعد اعتکاف بیٹھنے والا انسان یہ محسوس کرے کہ اسے دنیا میں رہتے ہوئے اور دنیوی تعلقات کو نبھاتے ہوئے کس طرح ''دست با کار دل بایار'' کا نمونہ پیش کرنا چاہئے۔

لیلۃ القدر کی مبارک رات

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ایک خاص رات ایسی آتی ہے۔ جس میں خدا کی رحمت اس کے بندوں کے قریب تر ہو جاتی ہے۔ اس رات کا نام لیلۃ القدر یعنی عزت والی رات رکھا گیا ہے۔ جو روحانیت کے زبردست انتشار اور دعاؤں کی خاص قبولیت کی رات ہے۔ (دین) نے کمال حکمت سے اس رات کی تعیین نہیں کی۔ لیکن حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روحانی مشاہدہ کے ماتحت اس قدر اشارہ فرمایا ہے کہ اسے رمضان کے آخری عشرہ یا آخری سات دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لیلۃ القدر کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کو اس لئے مخصوص کیا گیا ہے کہ رمضان کے ابتدائی بیس دنوں کے مسلسل روزوں اور نفلی نمازوں اور تلاوت قرآن اور دعاؤں اور صدقہ وخیرات وغیرہ کی وجہ سے مومنوں کے دلوں میں ایک خاص روحانی کیفیت اور خاص نورانی جذبہ پیدا ہو کر ان کے اندر قبولیت دعا کی غیر معمولی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے۔ بایں ہمہ یہ خیال کرنا کہ لیلۃ القدر میں ہر شخص کی دعا لازماً قبول ہو جاتی ہے۔ (دینی) تعلیم کے صریح خلاف ہے۔ جو دعا خدا کی کسی صفت کے خلاف ہو یا خدا کی کسی سنت کے خلاف ہو یا خدا کے کسی وعدہ کے خلاف ہو یا دعا کرنے والے کے اپنے حقیقی مفاد کے خلاف ہو۔ جسے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مانگ رہا ہو۔ وہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی اور نہ ایسے شخص کی دعا قبول ہو سکتی ہے جس کا دل ناپاکیوں کا گھر ہو۔ اور وہ محض جنتر منتر کے طور پر کوئی دعائیہ کلمہ زبان پر لا رہا ہو۔ قرآن مجید رمضان میں دعاؤں کے تعلق میں فرماتا ہے۔ کہ (-)

ترجمہ ''یعنی اے رسولؐ جب میرے بندے (نہ کہ شیطان کے بندے) میرے متعلق تجھ سے پوچھیں تو تو ان سے کہہ دے کہ میں اپنے بندوں کے بالکل قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں جبکہ وہ مجھے پکاریں۔ مگر ضروری ہے کہ وہ بھی میری باتوں پر کان دھریں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تاکہ ان کی دعائیں پایہ قبولیت کو پہنچیں۔''

پس لاریب لیلۃ القدر کی مبارک رات دعاؤں کی خاص قبولیت کی رات ہے۔ جبکہ رحمت کے فرشتے زمین کی طرف جھک جھک کر مومنوں کی دعاؤں کو شوق و ذوق کے ساتھ اچکتے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ رات بھی ان شرطوں سے بالکل باہر نہیں۔ جو دعاؤں کی قبولیت کے لئے خدائے حکیم وعلیم کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ یہ رات گویا خدا کے دربار عام کی رات ہے۔ اس لئے اس میں شبہ نہیں کہ اس رات میں ان شرطوں کو خدا کی وسیع رحمت نے کافی نرم کر رکھا ہے۔

لیلۃ القدر کی ظاہری علامت کے متعلق کچھ کہنا غالباً غلط فہمی پیدا کرنے والا ہوگا۔ کیونکہ اس کی اصل علامت روحانیت کا انتشار ہے۔ جسے دعاؤں کا تجربہ رکھنے والے مومنوں کا دل اکثر صورتوں میں محسوس کر لیتا ہے۔ مگر کیا اچھا ہو کہ ہمارے دوست ان چند راتوں کے بیشتر حصہ کو خاص کوشش کے ساتھ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زریں ارشاد کی حکمت کو پورا کریں۔ کہ لیلۃ القدر رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کرو۔ ہمارے دادا آخری ایام میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

یعنی عمر گزر گئی۔ اب صرف چند دن باقی ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ ان چند دنوں کو کسی کی یاد میں اس طرح خرچ کروں کہ شام کو بیٹھوں اور صبح کر دوں۔

باقی صفحہ ۹ پر

رمضان المبارک۔ مغفرت کا مہینہ

(نصیر احمد قمر)

انسان فطرتاً بہت ہی کمزور اور خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ ”نفس امارہ اس کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے اور خون کی طرح انسان کے ہر رگ و ریشہ اور ذرّہ ذرّہ میں داخل ہے“۔ کوئی انسان اللہ کے فضل اور رحم کے بغیر شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا ﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ﴾ ایک اٹل حقیقت ہے اور ”نفس امارہ کا مغلوب کرنا بہت بھاری مجاہدہ ہے“۔ بعض گناہ ظاہر ہوتے ہیں اور بعض مخفی اور چونکہ اللہ تعالیٰ عَفُوٌّ ہے اور ﴿يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ بہت معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اس لئے اکثر انسان گو اپنے مخفی گناہوں کا علم نہیں ہوتا حالانکہ ہو سکتا ہے کہ کئی مخفی گناہ ظاہر کے گناہوں سے زیادہ بدتر اور خطرناک ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے مگر بعض ایسی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامنگیر ہے۔...... ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں“۔

گناہ کیا ہے؟ گناہ دراصل اس حدِ اعتدال سے باہر جانے کا نام ہے جس حد اعتدال پر خدا تعالیٰ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مقرر فرمودہ حدِ اعتدال سے باہر جانے کا نام ہی ظلم ہے۔ ”جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بداخلاقی میں بدل جاتے ہیں“۔ وہ لوگ جو بہت باریک بینی سے اپنے اعمال و افعال کا تجزیہ نہیں کرتے رفتہ رفتہ وہ اس حد سے بہت دور نکل جاتے ہیں اور وہ گناہ جو ابتداء میں چھوٹے ہوتے ہیں انسان کو بتدریج بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب کی طرف لے جاتے ہیں اور ”طرح طرح کے عیوب مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہی اندر ایسے رچ جاتے ہیں کہ ان سے نجات مشکل ہو جاتی ہے“۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”...... اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں دور بھاگ جاتا ہے“۔ پس ”دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دُور ہوتی ہے“۔ اور ”گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگنی چاہئیں“۔

☆......☆......☆

قرآن مجید میں آغاز ہی میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ ان سے ایک بھول ہوئی اور وہ گناہ کے مرتکب ہوئے۔ تب آپؑ کو نہایت شرمندگی ہوئی اور آپؑ نے اپنی کمزوریوں کی تلافی کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دعائیہ کلمات سکھائے۔ جب آپؑ نے ان کے مطابق دعا کی تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی توبہ کو قبول کیا اور رحمت کا سلوک فرمایا۔ وہ کون سے مبارک کلمات تھے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے کہ جن کی تکرار سے خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آپؑ کی طرف متوجہ ہوا۔ قرآن مجید نے وہ دعائیہ کلمات ہمارے لئے محفوظ فرمائے ہیں۔ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ساتھی نے یہ دعا کی کہ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۴) ۔اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہونگے۔

یہ دعا جو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے خدا کی مغفرت اور رحمت کو کھینچ لانے کا موجب ہوئی تھی آج بھی خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے اگر اس دعا کو اس کے معانی و مفاہیم پر گہری نظر رکھتے ہوئے کامل عجز اور انکسار کے ساتھ اور پورے درد کے ساتھ کیا جائے۔ اپنے ظلموں کا اقرار اور خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت پر کامل یقین حقیقی توبہ کا پہلا قدم ہے۔

☆......☆......☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جب غیر ارادی طور پر ایک شخص مارا گیا تو آپ نے بھی اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے بخشش طلب کی اور یوں عرض کی ﴿رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ﴾۔ اے میرے ربّ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَالْغَفُوْرُالرَّحِيْمُ﴾ (القصص: ۱۷) سو اس نے اسے بخش دیا اور وہ بہت بخشنے والا بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

☆......☆......☆

اسی طرح جب حضرت یونس علیہ السلام سے ایک خطا ہوئی اور اس کی پاداش میں آپؑ مچھلی کے پیٹ میں ڈالے گئے تو آپؑ نے یوں دعا کی:

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۸۸)۔ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ یقیناً میں

ہی ظالموں میں سے ہوں۔ آپؑ نے یہ دعا اس زاری سے کی کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ﴾۔ہم نے اس کی پکار کو قبول کیا اور اسے غم سے نجات دی۔

☆......☆......☆......☆

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو مَیں بطور خاص نماز میں کیا کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو "اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُالرَّحِيْم"۔ اے اللہ !مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ کو نہیں بخشتا۔ پس تو اپنی مغفرت سے مجھے ڈھانپ لے اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تو بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆......☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دیکھو! خدا تعالیٰ جیسا غفور اور رحیم کوئی نہیں۔اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھو کہ وہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے تو مَیں ایک اور اُمّت پیدا کروں گا جو گناہ کرے اور مَیں اسے بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم۔یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے ۔قرآن شریف میں آیا ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (البقرہ :۲۲۳)۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا تعالیٰ کی طرف نہ جھکتا تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا؟ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ مَیں نے کوئی گناہ نہیں کیا اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔......اگر گناہ صادر ہو جائے تو توبہ کرو کہ وہ اس کے واسطے تریاق ہے اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالیٰ کے حضور میں جھکو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے کہ مَیں نے گناہ کیا ہے اور اپنے کو ملزم دیکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تب اس پر رحم کیا جاتا ہے اور ترقی پکڑتا ہے۔ لکھا ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو بلکہ پختہ ارادہ ہو کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب وہ توبہ قبول ہو جاتی ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم ،طبع جدید ۔صفحہ ۴۳،۴۴)

☆......☆......☆......☆

رمضان کا مہینہ مغفرت کا مہینہ ہے ۔یہ مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے ۔ہم ہزار قسم کی ظلمتوں میں مبتلا ہیں۔ کئی گناہ ایسے ہیں جو خود کو دکھائی دیتے ہیں اور اکثر خود ہماری نظروں سے بھی پوشیدہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سے واقف ہے۔

آیئے اس رمضان میں اپنے گناہوں کی بخشش اور نفس امارہ سے نجات کے لئے خصوصیت سے درد مندانہ دعائیں مانگیں۔

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دلربا مرے
بارِ گنہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو
جس رہ سے تم ملو مجھے اس رہ پر ڈال دو
اک نور خاص میرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہ ظاہر و پنہاں کو بخش دو
بس اک نظر سے عقدۂ دل کھول جائیے
دل لیجئے مرا مجھے اپنا بنائیے
ہے قابلِ طلب کوئی دنیا میں اور چیز؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز
دونوں جہاں میں مایۂ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

☆......☆......☆......☆

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے
مجھے تُو دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے "بے حساب" جانے دے
سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر
جواب مانگ نہ اے "لاجواب" جانے دے
مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے
ترے نثار حساب وکتاب جانے دے
تجھے قسم ترے "ستار" نام کی پیارے
بروئے حشر سوال وجواب جانے دے
ٹلا قریب کہ یہ "خاک" "پاک" ہو جائے
نہ کر یہاں مری مٹی خراب جانے دے
رفیق جاں مرے،یار وفا شعار مرے
یہ آج پردہ دری کیسی ؟ پردہ دار مرے

مسائل رمضان

روزہ

اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے۔روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مد نظر ہوتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں"۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

صوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (بقرہ:۱۸۸)

رات کے وقت کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ یعنی فجر طلوع ہو جائے تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ"۔ یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت"۔(بخاری کتاب الصوم)

جب اصل مقصد حاصل کرنے کا جذبہ ہی نہیں تو روزہ کا کیا فائدہ۔اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:

"لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ فَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ"۔(دارمی بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تُو اسے کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں۔جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

قدیم مذاہب میں روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا وجود قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔(بقرہ:۱۸۴)

اے مسلمانو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔

اسلامی روزوں اور قدیم مذاہب کے روزوں کی شکل میں گو اختلاف ہے مگر بنیادی عناصر سب میں مشترک ہیں۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ"۔

(مسند دارمی باب فضل السحور۔حاشیہ المنتقی من اخبار المصطفی مطبوعہ رحمانی دہلی ۱۳۳۷ھ)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔اسی طرح ہندو اپنے روزہ کے دوران میں کئی چیزیں کھا بھی لیتے ہیں پھر بھی ان کا روزہ قائم رہتا ہے۔گویا ان کے ہاں صرف بعض چیزوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔عیسائیوں کے روزے بھی اسی قسم کے ہیں کہ کسی روزہ میں گوشت نہیں کھانا، کسی میں خمیری روٹی نہیں کھانی۔بعض مذاہب میں پورے دن رات کا روزہ بغیر سحری کھائے ہوتا ہے۔وہ صرف شام کے وقت افطار کرتے ہیں۔کسی مذہب میں چار چار دن متواتر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔بعض مذاہب میں ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں صرف ٹھوس غذا کھانے سے منع کیا گیا ہے اور ہلکی غذا دودھ پھل وغیرہ کے استعمال کی اجازت ہے۔

روزہ کی غرض

روزہ اصلاح نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خدا کی خاطر لذات کو ترک کر دیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ نیکی پر قائم کرنے اور ہر قسم کی حرام اور نجس چیزوں سے پرہیز کی کوشش کرنے کا سبق بھی اسے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"روزوں کی غرض کسی کو بھوکا پیاسا مارنا نہیں ہے۔اگر بھوکا مرنے سے جنت مل سکتی تو مَیں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مرجانا کوئی مشکل بات نہیں۔درحقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔لوگ بھوکے تو معمولی

معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔ قید خانوں میں جاتے ہیں تو بھوک ہڑتال (مرن برت) شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ بس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ کھانا پینا انسان کا حق ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے۔ اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ مَیں خدا کے لئے اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ سی بات ہے اور کسی مومن سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔ مومن سے جس بات کی امید کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔ لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گزر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ اپنا حق کس طرح چھوڑدیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ خدا کی رضا کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں"۔

(روزنامہ الفضل ۳۰/مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۶،۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

"جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لئے چھوڑتا ہے جن کا استعمال کرنا اس کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اس سے اسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے۔ اور جب وہ خدا کے لئے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں پر پڑ ہی نہیں سکتی"۔

(روزنامہ الفضل ۱۷/دسمبر ۱۹۲۶ صفحہ ۸)

غرض جہاں روزہ سے تزکیہ نفس اور تجلّی قلب ہوتی ہے وہیں روزہ جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔ جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی (یعنی روزہ کی حالت) روح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز تر ہوتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا: ﴿اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ (بقرہ: ۱۸۵) یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

قرآن کریم میں روزہ کو متقی بننے کے لئے ایک مجرّب نسخہ بتایا گیا ہے۔ یعنی اگر تم اس نسخہ پر عمل کروگے تو متقی بن جاؤگے۔ فرمایا: ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ (بقرہ: ۱۸۴)۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

"جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا منبع چار چیزیں ہیں باقی آگے اس کی فروع ہیں۔ وہ چار منابع یہ ہیں۔ اول کھانا، دوم پینا، سوم شہوت اور چہارم حرکت سے بچنے کی خواہش۔

سب عیوب ان چار باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان چاروں منبعوں کو بدی سے روکنے کے لئے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص خیانت اس لئے کرتا ہے کہ محنت سے بچنا چاہتا ہے یعنی محنت کر کے کھانا نہیں چاہتا اور دوسرے کا مال کھاتا ہے لیکن روزہ دار کو رات کے زیادہ حصہ میں اٹھ کر عبادت کرنی پڑتی ہے۔ سحری کے لئے اٹھتا ہے۔ سارا دن مونہہ بند رکھتا ہے۔ سوتا کم ہے۔ ایک ماہ تک روزے دار کو یہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس سے اس کا جسم عادی ہو جاتا ہے اور اس سے غفلت کی عادت کو دھکا لگتا ہے۔ پھر کھانے پینے اور شہوت سے بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کے لئے بھی روزہ رکھا گیا ہے۔ انسان کھانا پینا ترک کرتا ہے ضروریات زندگی کو چھوڑتا ہے۔ پس جن ضرورتوں کے باعث انسان گناہ میں پڑتا ہے انہیں عارضی طور پر روک دیا جاتا ہے"۔

(الفضل ۱۷/دسمبر ۱۹۲۶ء)

روزہ کا جسمانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ انسانی جسم تکالیف اور شدائد برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے اس میں قوت برداشت اور صبر کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں صحت کے برقرار رکھنے میں فاقہ کی طبی اہمیت مسلّم ہے۔ اگر اعتدال پیش نظر رہے تو اس سے صحت میں نمایاں فرق پڑتا ہے۔ گویا روزہ جسم کی صحت کا ضامن ہے اور روحانی لحاظ سے تقویٰ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس سے خوش خلقی، عفت، دیانت، نیک چلنی اور تزکیہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔ صبر و جرأت کی قوتوں کی نشو و نما ہوتی ہے۔ غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے اور اس طرح اقتصادی اور طبقاتی مساوات کے رجحانات کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی برقرار رہتی ہے۔

روزہ رکھنے والے کا درجہ

حدیث قدسی ہے:

"کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہ اِلَّا الصِّیَامُ فَاِنَّہ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ"۔ (بخاری کتاب الصوم)

یعنی انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اس لئے مَیں خود اس کی جزا بنوں گا' (کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات اور کھانے پینے کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے)۔

نیز فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"۔
(بخاری کتاب الصوم)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے"۔

اسی طرح فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ"۔(بخاری کتاب الصوم)

جو شخص ایمان کے تقاضے کے مطابق اور ثواب کی نیت سے رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

روزوں کی اقسام

متعدد قسموں کے روزوں کا ذکر قرآن وحدیث میں پایا جاتا ہے مثلاً فرض روزے، نفلی روزے۔ فرض روزوں کی مثال جیسے رمضان کے روزے، رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء، کفارۂ ظہار کے روزے، کفارۂ قتل کے روزے، عمداً رمضان کا روزہ توڑدینے کی سزا کے ساٹھ روزے، کفارۂ قسم کے روزے، نذر کے روزے، حج تمتع یا حج قران کے روزے، بحالت احرام شکار کرنے کی وجہ سے روزہ، بحالت احرام سر منڈوانے کی وجہ سے روزہ۔

دوسری قسم نفلی روزوں کی ہے جیسے شوال کے چھ روزے، عاشورہ کا روزہ، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، یوم عرفہ کا روزہ، ہر اسلامی مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا روزہ۔

بعض دنوں میں روزہ رکھنا منع اور مکروہ ہے مثلاً صرف ہفتہ یا جمعہ کے دن کو خاص کرکے روزہ رکھنا، پارسیوں کی طرح نیروز و مہرگان کے دن روزہ رکھنا، صوم دہر یعنی بلا ناغہ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا، عید کے دن اور ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا سخت منع ہے۔

رمضان کے روزے

ماہ رمضان اور اس کی فضیلت:

ماہ رمضان کو خداتعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ سے ہوا۔ فرمایا:﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ﴾۔(البقرہ :۱۸۶)۔رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ"۔(بخاری کتاب الصوم)

اس بابرکت مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کردئے جاتے ہیں۔

یعنی یہ مبارک مہینہ فضل الٰہی اور رحمت خداوندی کو جذب کرنے کا ایک بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ بکثرت دعائیں مانگا کرتے اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔

روزہ کس پر فرض ہے:

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم، مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں، جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور وناتوان ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ۔ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ﴾۔(البقرہ :۱۸۵)

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

روزہ کب رکھنا چاہئے:

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ "لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْھِلَالَ"۔ جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو۔ یہ رویت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی۔ رویت علمی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماءِ امت ایسا حسابی کیلنڈر بنالیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے۔ اس کے مطابق حسب فیصلہ ارباب علم و اقتدار عمل کیا جائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور جہاں خبر پہنچی ہے دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو۔ ورنہ یہ خبر قابل عمل نہ ہوگی۔

اگر فضا صاف نہ ہو، ابر گہری دھند ہو تو رمضان کے چاند کی رؤیت کے ثبوت کے لئے ایک معتبر عادل آدمی کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے لیکن افطار اور عیدالفطر منانے کے فیصلہ کے لئے کم از کم دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے:

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: "مَنْ لَمْ يَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَه"۔ (ترمذی کتاب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)۔ جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

نیّت کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرنے کے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عذر ہو مثلاً رمضان کا چاند نکلنے کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی ہو اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس وقت روزہ کی نیت کر سکتے ہیں اور ایسے شخص کا اس دن کا روزہ ہو جائے گا۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت:

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ . ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ﴾ (بقرہ :۱۸۸)۔ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

حدیث میں ہے: "اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔

(ترمذی باب اذا اقبل اللیل ......الخ)

جب دن چلا جائے رات آ جائے، سورج ڈھل جائے تو روزہ افطار کرلو۔

آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباعِ سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے کھا پی لے اس کے بعد روزہ کی نیت کرے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کا یہی طریق تھا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً"۔

(بخاری باب برکۃ السحور)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ موجودہ زمانہ میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کر لیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھالی جائے۔

حدیث میں ہے:

"تَسَحَّرْ نَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور)

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِي اَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِيْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ"۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب وقت الفجر)

کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانے کے لئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

وقت افطار:

غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کر لینا چاہئے۔ غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ"۔ (بخاری باب تعجیل الافطار)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

ایک اور حدیث ہے:

"عَنْ اَبِي اَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا .فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ .قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا. قَالَ اِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا . فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَه' فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَالْمَشْرِقِ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔(مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضائم الصوم)

حضرت ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں مَیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔ مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہوئی ہے یا نہیں۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے:

روزہ کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔

"اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمَرٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّه' طَهُوْرٌ"۔

(ترمذی باب ما یستحب علیه الافطار)

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرو کیونکہ اس میں برکت ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرو کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

افطار کے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ"۔(ابوداؤد باب القول عندالافطار)

اے اللہ! مَیں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے مَیں نے افطار کیا ہے۔

بعد افطار یہ کہے:

"ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ"۔

(ابوداؤد کتاب الصوم باب القول عندالافطار)

پیاس دُور ہو گئی اور رگیں تر و تازہ ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔

"مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مِثْلَ اَجْرِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ لَایَنْقُصُ مِنْ اَجْرِالصَّائِمِ شَیْءٌ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطر صائما)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا :جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

نواقض روزہ:

عمداً کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انیما کروانے، ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث ہے:"مَنْ ذَرَعَہُ الْقَیْءُ وَ ھُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَاءٌ وَ مَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْیَقْضِ"۔(ترمذی باب من استقاء عمداً)

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضا نہیں۔ لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کے لئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفارہ (یعنی بطور سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔ اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

(بخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیء......الخ)

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھول لے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔ اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں یا بچہ پیدا ہو تو روزہ ختم ہو جائے گا البتہ بعد میں ان ایام کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

اگر کوئی بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَاَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ"۔(بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل و اشرب ناسیا)

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا ۔وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں دھواں، گرد و غبار، مکھی، مچھر، کلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے یا ڈلوانے، بلغم نکلنے، بلا اختیار قے آنے، آنکھ میں دوا ڈلوانے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے، سر یا داڑھی میں تیل لگانے، بچے یا بیوی کا بوسہ لینے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کر سکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے، مرد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا تَکْتَحِلْ بِالنَّھَارِ وَاَنْتَ صَائِمٌ وَاکْتَحِلْ لَیْلًا"۔(مسند دارمی باب الکحل للصائم)

بحالت روزہ دن میں سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے"۔(اخبار بدر ۷/فروری ۱۹۰۷ء)

روزہ نہ رکھنے والے:

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں۔ ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَلَامَرَضٍ فَلَا یَقْضِیْہِ صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَلَوْ صَامَ الدَّھْرَ"۔

(مسند دارمی باب من افطر یوما من رمضان متعمدا)

یعنی جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

"میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بنا پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے مَیں بیمار ہو جاؤں گا۔......... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور بیماری بھی

اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو.......... وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۲۵ء)

(ماخوذاز فقہ احمدیہ)

روزہ اور نیت

سوال: کیا روزہ کے لئے نیت ضروری ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"روزے کے لئے نیت ضروری ہے۔ بغیر نیت کا ثواب نہیں۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے۔ اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور بعد میں کوئی کہے کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی تو روزہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے کھانا کھانے اور نماز فجر میں ۵۰ آیت پڑھنے تک وقفہ ہوتا تھا"۔

(الفضل ۲۸/جولائی ۱۹۱۴ء)

ایک شخص صبح سے شام تک بغیر کچھ کھائے پیئے سویا رہا یا کسی کام میں ایسا منہمک ہوا کہ کھانے پینے کی ہوش ہی نہ رہی تو اس شخص کے اس فاقہ کو روزہ سمجھنا درست نہ ہوگا۔ کیونکہ روزہ رکھنے کی اس کی نیت ہی نہ تھی اور نہ اس کا یہ فاقہ اس ارادہ سے تھا کہ اس کا روزہ ہے۔

سوال: اگر بوقت سحری روزہ کی نیت نہ تھی لیکن دس یا گیارہ بجے دن کے روزہ کا ارادہ کر لیا تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا؟

جواب: روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہے۔ یا سویا رہا، صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

"عَنِ ابنِ عمرَ عَن حَفصَةَ عَنِ النَّبِی ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ لَمْ يَجْمَعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ"۔

(نيل الاوطار باب وجوب النية من الليل.(ترمذی كتاب الصوم باب لاصيام من لم يعزم من الليل)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: روزہ صرف اسی شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کر لی ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث ہے:

"اَنَّهٗ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ غَدَاءٍ. فَاِنْ قَالُوْا لَا، قَالَ فَاِنِّي صَائِمٌ"۔

(مسلم كتاب الصوم باب جواز الصوم النافلة بينة من النهار)

یعنی حضور ﷺ بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج مَیں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے۔ گو حضور ﷺ کے یہ روزے نفلی تھے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کر لے اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضا کرے"۔

(ابوداؤد كتاب الصيام باب فى شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان)

سوال: (الف) ایک شخص نفلی روزہ کی نیت کرتا ہے لیکن سحری کھانے سے رہ جاتا ہے تو کیا وہ روزہ رکھے؟

(ب) رمضان کی رات میں بیمار تھا۔ صبح سحری کے وقت طبیعت سنبھل گئی تو کیا وہ روزہ رکھے؟

جواب: (الف)۔ سحری کھانا مسنون ہے، ضروری اور واجب نہیں۔ اس لئے اگر کوئی سحری نہیں کھا سکا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کا روزہ ہی نہیں ہوتا۔

(ب) اگر سحری کے وقت طبیعت اچھی ہو تو روزہ رکھنا چاہئے۔ رات سے روزہ کی نیت ہونے کے یہ معنے ہیں کہ طلوع فجر سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کا ارادہ کرے۔

سوال: کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

جواب: سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں۔ ویسے ضرورت اور عذر کی صورت میں سحری کھائے بغیر بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَكَةً"۔ یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری كتاب الصوم باب بركة السحور من غير ايجاب)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(اوجزالمسالک شرح مؤطاامام مالک جلد ۳ صفحہ ۱۵)

☆......☆......☆......☆

سفیدی میں نیّتِ روزہ

سوال: ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے

کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب مَیں کیا کروں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔(بدر ۱۴/فروری ۱۹۰۷ء، فتاویٰ مسیح موعودؑ صفحہ ۱۲۶)

سوال: قرآن کریم کی آیت ﴿ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ میں الَّیْلِ سے ازروئے لغت کیا مراد ہے اور آنحضرت ﷺ کا روزہ کی افطاری کے بارہ میں کیا عمل تھا؟

جواب: لغت میں لیل کے معنی ہیں "مِن مَغْرِبِ الشَّمْسِ اِلٰی طُلُوعِ الشَّمْسِ" یعنی سورج کے غروب ہونے سے لے کر اس کے طلوع ہونے تک کے وقت کو لیل کہتے ہیں۔ لیکن سنتِ متواترہ اور امّت کے اجتماعی عمل سے یہ امر ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ میں ساری رات مراد نہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ ہے جس میں روزہ کھولنا ہے۔ اب ہم اس حصہ کی تعیین کے لئے قرآنی محاورہ پر غور کرتے ہیں تو رات کا آغاز یعنی سورج کے غروب ہونے کا وقت بنتا ہے کیونکہ الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ رات آنے تک رکھنا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی افطار کر لینا ہے۔ چنانچہ احادیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔ (بخاری کتاب الصوم باب متی یحل فطرا لصائم، مسلم باب بیان وقت انقضاء الصوم، ترمذی کتاب الصوم صفحہ ۸۸)۔ کہ جونہی مشرق سے رات آئے اور مغرب کی طرف دن جائے یعنی سورج افق میں غائب ہو جائے تو اسی وقت روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہئے۔ اسی طرح فرمایا "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ"۔ (بخاری باب تعجیل الافطار صفحہ ۲۶۳)۔ جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے اس وقت تک بہتری اور بھلائی ان کے ساتھ رہے گی۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ "عَنْ اَبِى هُرَيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَاعَجَّلُوا الْفِطْرَ. عَجِّلُوْا الفِطْرَ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُؤَخِّرُوْنَ"۔

(ابن ماجه کتاب الصوم باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ روزہ جلدی افطار کرنے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔(ترمذی باب تعجیل الافطار)

پس یہی سنت متواتر ہے اور اہل سنت والجماعت کے تمام علماء کا اسی کے مطابق عمل ہے۔

☆......☆......☆......☆

سفر میں روزہ کی ممانعت کی وضاحت

۱......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

"مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

حضور علیہ السلام کا یہ فیصلہ آیت قرآنی ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾(البقرہ:۱۸۵) پر مبنی ہے اور احادیث کے مجموعی مفہوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سفر کی حالت میں رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو "عُصَاةٌ" یعنی نافرمان قرار دیا ہے۔(مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم و الفطر) جن احادیث سے رخصت معلوم ہوتی ہے امام زہریؒ نے ان احادیث کو پہلے کی قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی تصریح ہے۔ "قال الزهری وکان الفطر آخر الامرین وانما یؤخذ من امر رسول الله ﷺ بالآخر فالآخر"۔(مسلم)

۲......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باہر سے آنے والے احمدیوں کے لئے قادیان کو وطن ثانی قرار دیا ہے اس لئے وہ وہاں قیام کے دوران میں روزہ رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھیں تب بھی جائز ہے۔

۳......وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے۔ اس لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔

۴......وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائلٹ، سفری ایجنٹ، دیہاتی ہرکارے وغیرہ مقیم کے حکم میں ہونگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔

(فیصلہ مجلس افتاء نمبر ۲۶، مورخہ ۲۶/فروری ۱۹۶۷ء)

۴......حضرت اقدس علیہ السلام نے سفر میں روزہ کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر ریل کا سفر ہو، کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے"۔(الحکم ۲۴/دسمبر ۱۹۰۰ء)

سوال: اگر کسی روزہ دار کو سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب: رمضان کے دنوں میں حتی الوسع سفر سے بچنا چاہئے اور ضرورت کے وقت ہی سفر پر جانا چاہئے۔ کونسا سفر ضروری ہے اس کا فیصلہ خود سفر کرنے والے کی صوابدید پر ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے کوئی دوسرا اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ باقی سفر کوئی سا ہو جب تک وہ جاری ہے اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں"۔(الفضل ۲۵/ستمبر ۱۹۳۲ء)

سوال: بحالت سفر روزہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ نیز کتنے میل تک کا سفر ہو جس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

جواب: سفر میں رمضان کا روزہ نہیں۔ البتہ رمضان کے احترام میں برسرعام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں۔ اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوت فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔

خلاصہ

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱)...... اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا چلا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

۲)...... اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

۳)...... سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آجانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۴)...... اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

☆......☆......☆......☆

بیمار اور مسافر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔

(بدر ۱۷/اکتوبر ۱۹۰۷ء)

☆......☆......☆......☆

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر میں شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر میں روزے رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے۔ تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آئے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں۔ اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال ان سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے"۔

(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۲۵ء)

"بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے۔ اس کے لئے روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں اور آئندہ پچاس ساٹھ سال کے لئے طاقت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہے"۔

(الفضل ۲/فروری ۱۹۳۳ء)

مرضعہ، حاملہ، بچہ اور طالبعلم

"قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے۔ اسی طرح وہ بچے بھی بیمار کی حد میں ہیں جن کے اجسام ابھی نشوونما پا رہے ہیں یا کمزور صحت کے ساتھ جو امتحان کی تیاری میں بھی مصروف ہیں۔ ان دنوں ان کے دماغ پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ بعض پاگل ہو جاتے ہیں۔ کئی ایک کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کیا فائدہ ہے کہ ایک بار روزہ رکھ

لیااور پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے"۔

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۸۸صفحہ ۳۰۔۳۱)

سوال: طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہیں اس کے لئے روزہ رکھنے کی کیاہدایت ہے؟

جواب : "روزہ کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے۔ لیکن اس بارہ میں کلیۃً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہو گا اور اس سے اس کی نیت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا۔ گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہو اس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو"۔(الفضل ۲۲/مئی ۱۹۲۲ء)

سوال: بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت ہوتی ہے۔ مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا ہے ۔اسی طرح مزدور جن کا گزارہ مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ان کی نسبت کیاارشاد ہے؟

جواب : حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اِنَّمَاالْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ وطہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور ﴿عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے"۔(بدر ۲۶/ستمبر ۱۹۰۷ء)

ایک دوست نے حضرت صاحب سے ذیابیطس کی بیماری میں روزہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:

"بیماری میں روزہ جائز نہیں اور ذیابیطس کے لئے تو بہت ہی مضر ہے"۔

(الفضل ۱۵/جولائی ۱۹۱۵ء)

☆......☆......☆......☆

بعض پرانی بیماریاں

بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کر لیتا ہے۔ مثلاً پرانی بیماریاں ہیں ان میں سب کام کرتا رہتا ہے۔ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ یہ فتویٰ پوچھا گیا کہ کیا اس ملازم کا سفر شمار کیا جائے گا جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"اس کا سفر سفر نہیں گنا جاسکتا۔اس کا سفر تو ملازمت کا ایک حصہ ہے ۔ اسی طرح بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے۔ فوجیوں میں بھی ایسے ہوتے ہیں جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں۔ چند دن پیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے۔ پس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے۔ اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلاعذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا"۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے۔

بعض فقہا کا خیال ہے کہ پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے روزے دوسرے سال نہیں رکھ سکتے (بدایۃ المجتہد صفحہ ۲۰۶) لیکن میرے نزدیک اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو لاعلمی معاف ہو سکتی ہے ۔ہاں اگر اس نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر قضاء نہیں۔ جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضاء نہیں لیکن اگر اس نے بھول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بنا پر اس نے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک وہ دوبارہ رکھ سکتا ہے"۔

(الفضل ۱۶/اگست ۱۹۴۸ء)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں اس لئے اس سے توفیق

طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا۔ اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔

میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا، اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے۔

اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور وہ اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔

اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلف کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے"۔(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

☆......☆......☆......☆

فدیہ

"اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دے گا جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا پھر اتنا چھوٹا بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور ایسے شخص کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دے دینا چاہئے اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو نہ سہی ایسے شخص کی نیت ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہرحال رکھنا ہوگا کیونکہ **فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا** بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکا یا اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کرنے کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے اور جو روزہ رکھنے سے معذور ہو وہ اپنے اس عذر کی وجہ سے بطور کفارہ دیتا ہے۔

آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں عارضی اور مستقل۔ ان دونوں حالتوں میں فدیہ دینا چاہئے۔ پھر جب عذر دور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے لیکن سال دو سال تین سال جب بھی صحت اجازت دے اسے حسب استطاعت روزہ رکھنا ہوگا۔ سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں، کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت مستقل طور پر خراب ہو گئی تو ایسی صورت میں فدیہ کفایت کرے گا"۔(الفضل ۱۰/اگست ۱۹۴۵ء)

سوال: فدیۂ رمضان کس پر واجب ہے

کیا بوڑھا، ضعیف، دائم المریض، حاملہ، مرضعہ وغیرہ جو آئندہ رمضان تک گنتی پوری کرنے کی توفیق نہ رکھتے ہوں صرف وہی فدیہ دیں۔ یا وہ شخص بھی جو وقتی طور پر بیمار ہو کر چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور رمضان کے بعد تندرست ہو کر گنتی پوری کرنے کی توقع رکھتا ہے اور توفیق پاتا ہے نیز فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب: عام ہدایت یہ ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت۔ باقی رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کے لئے ضروری نہیں جو وقتی طور پر بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ ان روزوں کی قضاء سے پہلے ہی اپنے مولا کو پیارا ہو جائے۔ اس صورت میں اس کے ورثاء پر لازم ہوگا کہ یا تو وہ اس کی طرف سے ان روزوں کا فدیہ ادا کریں یا اتنے روزے رکھیں جو اس کے رہ گئے تھے۔

رمضان کے روزوں کا لازمی فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہ ہو کہ وہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضا کر سکیں گے جیسے بوڑھے، ضعیف یا دائم المریض یا حاملہ اور مرضعہ ہے۔

علامہ ابن رشد بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

اَمَّا حُکْمُ الْمُسَافِرِ اِذَا اَفْطَرَ فَھُوَ الْقَضَاءُ بِاتِّفَاقٍ وَکَذٰلِکَ الْمَرِیْضُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی "فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ"۔

(بداية المجتهد جلد اول صفحه ۲۰۵)

صاحب اوجز المسالک لکھتے ہیں:

"اَلْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ اِذَا اَفْطَرَتَا مَا ذَا عَلَیْھِمَا وَھٰذِہٖ الْمَسْئَلَۃُ لِلْعُلَمَاءِ فِیْھَا اَرْبَعَۃُ مَذَاھِب اَحَدُھَا اَنَّھُمَا یُطْعِمَانِ وَلَا قَضَاءَ عَلَیْھِمَا وَھُوَ مَرْوِیٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاس"۔

(اوجز المسالك شرح مؤطا مالك صفحه ۳۷ جلد ۳۔بداية المجتهد جلد اول صفحه ۲۰۷)

وَفِیْ الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوۃِ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ"۔

(ترمذی كتاب الصوم با ب الرخصة فى الافطار للحبلى و المرضع)

فدیہ کی مقدار کیا ہے؟ اس بارہ میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ:

﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ﴾

(المائده آيت ۹۰)

پس اس اصول کو مد نظر رکھا جائے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی پونے دو سیر کے قریب بیان کیا ہے۔ اور یہ ایک فوت شدہ روزہ کا فدیہ ہوگا جو دو وقت کے کھانے کے لئے کفایت کرے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہو۔ اصل مقصد مستحق نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ خود روزہ رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو۔ اسی طرح فدیہ اسی پر واجب ہے جو ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو ورنہ ایک غیر مستطیع کے لئے ندامت، توبہ، استغفار، دعا، ذکر الٰہی اور خدمت دین کا استلزام کفایت کرے گا۔

☆......☆......☆......☆

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۳۰/اکتوبر ۱۹۰۷ء کو فرمایا:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل کے بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔

فدیہ صرف شیخ فانی یا اُس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے"۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

سوال: روزے رکھنے کے لئے جسے بطور فدیہ پیسے دیتے ہیں اسے پہلے سے کسی اور نے بھی فدیہ کے پیسے دے رکھے ہیں اصل حکم کیا ہے؟

جواب: یہ خیال غلط ہے کہ کسی کو پیسے دے کر روزے رکھوائے جائیں۔ اصل حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بوجہ معذوری روزے نہیں رکھ سکتا تو وہ ہر روزہ کے بدلہ کسی مسکین محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا اس کھانے کی قیمت ادا کرے۔ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے بدلہ میں وہ اس کی طرف سے روزہ بھی رکھے۔ اگر وہ نادار خود بیمار ہے، نابالغ یا ضعیف العمر ہے تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ لیکن اس کے باوجود اپنی محتاجی کے پیش نظر فدیہ لینے کا مستحق ہوگا۔ البتہ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا ہے اگر وہ روزے رکھتا ہے تو یہ امر مزید ثواب کا موجب یقیناً ہے لیکن یہ شرط لازم نہیں کہ اس کے بغیر فدیہ ادا ہی نہ ہو۔

☆......☆......☆......☆

جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بوجھ کر روزہ رکھ کر توڑ دے وہ سخت گنہگار ہے۔ ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی پے در پے اسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس کو ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور دہائی دینے لگا۔ یا حضرت مَیں ہلاک ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا تجھے کس نے ہلاک کیا ہے؟۔ اس نے عرض کی کہ حضور روزہ کی حالت میں مَیں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ اگر ہو سکتا اور شہوانی جوش روک سکتا تو یہ غلطی ہی سرزد کیوں ہوتی۔ حضور نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر بیٹھو۔ اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا۔ آپ نے فرمایا اٹھا لے اور اسے مسکینوں کو کھلا دے۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا: مجھ سے زیادہ اور کون

غریب ہو گا۔ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضورؐ اس کی لجاجت پر کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو ہی کھلا دو۔

سوال: اگر کوئی شخص شدّتِ پیاس کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

جواب: اگر کوئی شخص شدّت پیاس سے مجبور ہو کر روزہ توڑ دے تو اس کے لئے اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کفارہ (فدیہ وغیرہ) ضروری نہیں ہو گا۔ کفارہ صرف ایسی صورت میں ضروری ہوتا ہے جب کہ انسان بغیر کسی عذر اور مجبوری کے جان بوجھ کر روزہ توڑدے۔ ایسی حالت میں اس کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اس غلطی کا کفارہ ادا کرے یعنی دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

سوال: خیال تھا کہ آج عید ہے۔ صبح آٹھ بجے ناشتہ کر کے عید گاہ گیا تو معلوم ہوا کہ عید تو کل ہے۔ مَیں نے اسی وقت سے روزہ کی نیت کر لی اور پھر شام تک کچھ نہ کھایا۔ کیا میرا روزہ ہو گیا؟

جواب: روزے کے لئے ضروری ہے کہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کچھ نہ کھایا جائے اور نیت روزے کی ہو۔ چونکہ دن کا وقت یہ سمجھتے ہوئے کھانا کھالیا گیا کہ آج روزہ نہیں ہے اس لئے گناہ تو نہیں ہوا لیکن روزہ بھی نہیں ہوا۔ اس لئے اس کی قضاء ضروری ہے۔

سوال: کیا روزہ دار کے لئے ہر قسم کا ٹیکہ کروانا منع ہے؟ حکومت کی طرف سے جو ٹیکے لگوائے جاتے ہیں کیا روزہ دار وہ کروا سکتا ہے؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو وہ رمضان کے بعد تندرست ہونے پر روزے رکھے تو ایسی کونسی مجبوری ہے کہ رمضان میں بیمار ہونے کے باوجود روزے رکھے جائیں۔ ٹیکہ لگوانے کی اسی لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ ایک شخص بیمار ہے یا ڈاکٹر کے نزدیک بیماری کی روک تھام کے لئے ٹیکہ لگوانا ضروری ہے یا حکومت بیماری کے انسداد کے لئے ٹیکہ لگوا رہی ہے اور بعد میں موقع نہیں ملے گا۔ ان تمام صورتوں میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پس روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یوں مسئلہ کے طور پر جلدی ٹیکہ مثلاً چیچک کے ٹیکہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ انجکشن مثلاً Inter Muscular یا Intravenous ٹیکہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح انیما کروانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆......☆......☆......☆

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسواک خشک و تر، آنکھوں میں دوائی ڈالنے، خوشبو لگانے، بلغم حلق میں چلے جانے، گرد و غبار حلق میں پڑجانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سرمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دن کو لگانا مکروہ ہے۔(الفضل ۲۸/جولائی ۱۹۱۴ء)۔ حدیث میں بھی اسی طرح آیا ہے۔

اسی طرح پچھنے لگوانے، قے کرنے، معمولی آپریشن کروانے، خوشبو یا کلوروفارم سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ انہیں پسند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے اس قسم کی باتیں مکروہ ہیں۔ ان کے علاوہ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، خوشبو لگانا، داڑھی یا سر میں تیل لگانا، بار بار نہانا، آئینہ دیکھنا، مالش کرانا، اس میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں۔ نہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنے یا زخم پر ٹنکچر آیوڈین لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹوتھ پیسٹ غیر پسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا، کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆......☆......☆......☆

روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھالینا

اگر یاد نہ رہے اور بھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہٖ باقی رہے گا۔ اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہو گا۔ بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگ اسے یاد نہ دلائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے کھلا پلا رہا ہے۔ پھر انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اس میں روک ثابت ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اِذَا اَکَلَ الصَّائِمُ نَاسِیًا اَوْ شَرِبَ نَاسِیًا فَاِنَّمَا ھُوَ رِزْقٌ سَاقَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَلَا قَضَاءَ عَلَیْہِ وَلَا کَفَّارَۃَ"۔(دارقطنی کتاب الصوم)

یعنی کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا۔ نہ اس پر قضاء ہے نہ کفارہ ہے۔ البتہ اگر کوئی غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضاء ضروری ہو گی۔ لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

برکات رمضان

(عبدالباسط شاھد)

قرآن مجید کے نزول سے خاص مناسبت رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ میں غیر معمولی برکات و خصوصیات رکھی ہیں۔اس مہینہ میں بہت سی عبادات جمع ہو جاتی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ شخص بہت ہی بدنصیب اور محروم ہے جو اپنی زندگی میں رمضان کا مہینہ پائے مگر اس کی برکات کے حصول کی پوری طرح کوشش نہ کرکے اپنے اگلے پچھلے سب گناہوں کو معاف نہ کروالے۔

آنحضرت ﷺ اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ صحیح اور مستند احادیث کے مطابق حضور ﷺ حضرت جبرائیل کے ساتھ اس مبارک مہینہ میں قرآن مجید کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔اسی مبارک سنت کو قائم رکھنے اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے ہماری جماعت میں یہ بابرکت طریق جاری ہے کہ اس ماہ میں قرآن مجید کا درس دیا جاتا ہے۔پہلے تو یہ درس مختلف جماعتوں میں علماء سلسلہ دیا کرتے تھے مگر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی بے شمار برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بھی ہے کہ اب رمضان کے بابرکت مہینہ میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ قرآن مجید کا درس دیتے اور دنیا بھر کے مخلصین کے علم و عرفان اور روحانی ترقی کا بیش قدر سامان مہیا فرماتے ہیں۔قرآن مجید کی انفرادی تلاوت اور نماز تراویح میں قرآن سننے سنانے کا سلسلہ اس کے علاوہ بھی جاری رہتا ہے۔

صدقہ و خیرات کی طرف بھی ان مبارک ایام میں زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کی جانے والی نیکی کا ثواب عام دنوں میں کی جانے والی نیکی سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جماعت میں ہمیشہ سے یہ بابرکت طریق بھی جاری ہے کہ ان ایام میں چندوں کی ادائیگی کی طرف زیادہ زیادہ توجہ دی جاتی ہے تاکہ اس نیکی کا اجر زیادہ ہو سکے۔ نماز تہجد اور نوافل کی ادائیگی کا بھی ان دنوں میں خاص اہتمام ہوتا ہے۔سحری کے لئے تو لوگ جلدی جاگنے کا اہتمام کرتے ہی ہیں تھوڑا پہلے جاگ کر تہجد کی نماز بآسانی ادا کی جا سکتی ہے۔اس طرح اگر ایک دفعہ تہجد کی نماز کا سلسلہ شروع ہو جائے اور اس کی برکات و فوائد کا چسکا لگ جائے تو یہ ایک مستقل فائدہ ہے کیونکہ نماز تہجد قرب الٰہی کے حصول کا بہت ہی مؤثر ذریعہ ہے۔

رمضان کے روزوں کی مناسبت سے یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں کم کھانے کی وجہ سے انسان کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے یہ امر بہت ہی ضروری ہے کہ سحری و افطار کے وقت بہت زیادہ مقدار میں اور زیادہ مرغن کھانے نہ کھائے جائیں کیونکہ اس طرح فائدہ کی بجائے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔زیادہ کھانے کی ایک وجہ ہمارا یہ خیال ہوتا ہے کہ سارا دن بھوکا رہنے سے کمزوری ہو جائے گی اس لئے زیادہ مقدار میں اور زیادہ مقوی اور مرغن کھانے استعمال کئے جائیں۔اس کے نتیجہ میں پیٹ کی خرابیوں اور موٹاپے کی بیماری کے علاوہ یہ نقصان بھی ہوتا ہے کہ اس طرح روزہ رکھنے والا طبیعت کی گرانی، سستی اور نیند کی وجہ سے اپنا وہ قیمتی وقت جو وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں بسر کر سکتا تھا ضائع کر دیتا ہے جو یقیناً ایک بہت بڑا نقصان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کم اور ہلکا پھلکا کھانا کھانے سے طبیعت میں شگفتگی رہتی ہے جس سے عبادات کی طرف زیادہ توجہ دی جا سکتی ہے۔ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ متعدد مرتبہ اپنے خطبات ، درسوں اور کلاسوں وغیرہ میں اس ضروری امر کی طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ کم کھانے سے بہت سے جسمانی اور روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے کم کھانے کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام رمضان سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے ایک نہایت کارآمد اور مفید نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ رمضان میں کثرت عبادات اور رقت و خشوع کی وجہ سے طبیعت میں نیکی کی طرف جو میلان پیدا ہوتا ہے اس سے مستقل اور زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے ہر شخص اس بات کا عہد کرے کہ وہ اس رمضان میں اپنی کسی کمزوری اور گناہ کو ترک کر کے اس کی جگہ کوئی زائد نیکی اختیار کرے گا۔

خدا تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قارئین النور کو

رمضان مبارک ہو!

رمضان المبارک کو پانچوں نمازوں، نماز تہجد، نماز تراویح، تلاوت قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کثرت سے صدقہ و خیرات کے ذریعہ مزیّن کریں

بدرگاہِ ربّ العالمین

تُو تو ہر بات پہ قادر ہے شفاء کے مالک!
دستِ قدرت کا ہے مرہون یہ سارا عالم
تیرے اک ''کُن'' پہ ہے موقوف جہان کی تقدیر
تیرے اک حکم سے مٹ جاتے ہیں سب کرب و الم
تُو رگِ جاں سے بھی اقرب، ہے تیری ذات سمیع
تُو تو سُن لیتا ہے مضطر کی دعایٔں ہر دم
تیرا فرمان ہے ، پکارو! میں سنوں گا تم کو
واسطہ تیری بشارت، تیرے وعدے کی قسم
میرا محسن ، میرا محبوب ہے بیمار بہت
شافی و کافی میرے مولیٰ! تری اک نظرِ کرم!
بخش دے عمرِ خضر ، اور شفائے کامل
سر بسجدہ تری چوکھٹ پہ ہوں اے فیضِ اتم
کتنے کشکول دھرے ہیں ترے پیارے کے لیئے
ہیں ہر اک دیس میں عشّاق کی آنکھیں پُر نم
تیرے بِن کون بھرے گا یہ ہمارے کشکول!
تُو ہی ہے جس کا درِ فیض کھلا ہے ہر دم

عطاءالمجیب راشد

اک چاند

منبر پہ کھڑا ہو کہ وہ بیٹھا نظر آئے
ہر حال میں اک چاند چمکتا نظر آئے
اک بار جو دیکھے وہ محبت کی نظر سے
ماحول پہ اک نور برستا نظر آئے
ہم اپنی تمناؤں کے آشاؤں کے بیمار
جب دیکھیں اسے ہمکو وہ اچھا نظر آئے
تھوڑی سی مشقت سے بدن ٹوٹے ہے اپنا
وہ سب کا مگر بوجھ اٹھاتا نظر آئے
اس کی ہی دعا سے ہے میرا ایمان مکمل
یوں وہ میرے ایمان کا حصّہ نظر آئے
وہ بولے تو الفاظ کا اک شہد ملا دودھ
اک شان سے رگ رگ میں اترتا نظر آئے
اک ذات سے وابستہ دل و جاں کی ہے رونق
وہ جب بھی نظر آئے ہمیں جلسہ نظر آئے
میں شکوے کروں قدسؔی وہ دے مجھ کو تسلّی
میں حال کو دیکھوں اسے فردا نظر آئے

عبدالکریم قدسی

افسوسناک وفات

نائلہ منصورہ ملک بیگم ڈاکٹر مجیب الرحمٰن ملک 29 ستمبر 2002 کو York Town, VA میں Pulmonary Embolism کی وجہ سے بعمر 41 سال انتقال کر گیئں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کموڈور (ریٹائرڈ) سیّد ناصر احمد شاہ صاحب اور محترمہ طاہرہ ناصر شاہ صاحبہ آف کراچی کی بیٹی اور حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم اور محترمہ آپا امتہ الرشید شوکت مرحومہ صاحبہ کی بہو تھیں۔ انہوں نے اپنے پیچھے تین بیٹے (احسن۔ احمد۔صہیب)۔ اور تین بیٹیاں (فائزہ۔ نائمہ ۔مناہل) یادگار چھوڑے ہیں۔

یارک ٹاؤن اور واشنگٹن میں ایک کثیر تعداد میں احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب اظہار تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ جنازہ 4 اکتوبر کو مسجد بیت الرحمٰن (Silver Spring, MD) میں مولانا سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب نے بعد نماز جمعہ پڑھائی۔ تدفین مقبرۃ السلام (Sykesville, MD) میں ہوئی جس کے بعد دعا مولانا سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب نے کروائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں مختلف شہروں سے آئے ہوئے احباب نے ایک کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ اسی طرح بہت سے احباب نے بذریعہ فون تعزیت کی۔

شادی سے پہلے نائلہ ملک صاحبہ نے تعلیم ربوہ اور کراچی میں حاصل کی اور پچھلے 23 سال سے وہ امریکہ میں مقیم تھیں۔ ابتدائی پرورش انہوں نے اپنے دادا ڈاکٹر سیّد ظہور احمد شاہ صاحب مرحوم سابق مبلغ فجی کے پاس پائی۔ مرحومہ کی والدہ محترمہ طاہرہ ناصر شاہ صاحبہ حضرت نواب محمد دین صاحب مرحوم (جنہوں نے قیام ربوہ کے سلسلے میں اہم خدمات انجام دیں) کی پوتی ہیں۔

مرحومہ بہت نیک۔ ملنسار اور بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دینے والی تھی۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور بچوں کا خود حافظ و ناصر ہو۔ امین۔